Al-‘Ulūm Journal of Islamic Studies (AUJIS)
2020, 1(2), 1 -17

قرآن کریم کے مفردات کی تصریحات: تفسیر ضیاء القرآن کا خصوصی مطالعہ

Explanations of the lexicographic Contents of the Holy *Qur’ān*: A Special study of *Tafsīr Ziā-ul-Qur’ān*

Ahmad Raza, (Ph.D)*

* Assistant Prof. Department of Islamic History and Culture, Allama Iqbal Open University, Islamabad

Keywords:

Al-Qur’ān, *Tafsīr*, *Mufradāt*, Lexicography, *Ziā-ul-Qur’ān*

Raza, A. (2020). Explanations of the lexicographic Contents of the Holy Qur’ān: A Special study of Tafsīr Ziā-ul-Qur’ān. *Al-‘Ulūm Journal of Islamic Studies*, 1(2), *1 -17*

© 2020 AUJIS. All rights reserved

Abstract: *Allah the Almighty revealed the al-Qur’ān in Arabic language. The basic purpose of the book is to lead people towards the path of guidance. Hence, true understanding of its meanings, ideas, and concepts is utmost important and essential for extracting guidance (hidāyah). There are a lot of lexicographic contents in the Holy Qur’ān that attracted the focus of exegetes (mufassirīn) to engage in explaining the Qur’ānic words. Actually it is the art of lexicography through which an exegete interprets the verses of Holy Qur’ān. The literature is lacking of studies focusing on how a mufassir (exegete) develops his interpretation of Holy Qur’ān. Hence, there is a vast room left in it. To add in the literature, this paper attempts to highlight how lexicographical contents of Holy Qur’ān were explored in Tafsīr Ziā-ul-Qur’ān in specific.*

1. Email: ahmad.raza@aiou.edu.pk

C

Content from this work is copyrighted by *Al-‘Ulūm* Journal of Islamic Studies, which permits restricted commercial use, research uses only, provided the original author and source are credited in the form of a proper scientific referencing.

قرآن مجید لوگوں کو راہ ہدایت کی طرف دعوت دیتا ہے۔ اس لئے اس کے معانی و مفاہیم کا سمجھنا انتہائی اہمیت کے حامل امور میں سے اساسی درجہ کا امر ہے۔ اس کے لغوی مباحث جو کہ انتہائی اہمیت کے حامل ہیں تا حال تحقیق طلب ہیں جن سے عہدہ براہونا امت کے لیے ضروری ہے۔ تفسیر ضیاء القرآن کے مصنف پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ نے قرآن مجید کی تعلیمات کو نہایت عمدہ، جامع اور سلیس انداز میں بیان فرمایا ہے۔ تفسیر میں آپ نے لغت سے متعلق قرآن مجید کی آیات بینات کی نہایت جامع لغوی تحقیقات کی ہیں۔ مقالہ ہذا میں تفسیر ضیاء القرآن کے اسلوب لغت کا ایک مختصر تحقیقی جائزہ لیا گیا ہے۔ مقالہ کے آخر میں نتائج وسفارشات مرتب کی گئی ہیں۔

لغات و معانی پر چند اہم کتب کا مختصر تعارف

سطور ذیل میں تفسیر ضیاء القرآن میں لغات و معانی کے لیے جو کتب زیر مطالعہ رہیں اُن میں سے چند اہم کتب کا مختصر تعارف مذکور ہے جو قرآن مجید کے فہم میں بہتا ہمیت رکھتی ہیں۔

کتاب العین

عربی علم لغت کی ابتدائی کتابوں میں سے ایک نامور تصنیف **"کتاب العین"** ہے جو امام ابو عبد الرحمن خلیل بن احمد الفراہیدیؒ (م ۱۷۸ھ) کی تصفیف ہے۔ لغات کی ابتدائی کتابوں میں اس کا شمار ہوتا ہے۔ اس کتاب کا نام العین رکھنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ یہ لفظ اپنی ادائیگی میں بہت گہرائی رکھتا ہے نیز یہ کہ حرف عین صحرا میں پانی کے منبع کی حیثیت رکھتا ہے۔ مصنف نے معمول سے ہٹ کر ایسی ترتیب کا انتخاب کیا ہے جو بالکل منفرد ہے۔ الفراہیدی نے ایک ایسا صوتی نظام ایجاد کیا ہے کہ جو عربی حروف تہجی کی ادائیگی کے نمونے کے مطابق ہے۔ اس نظام کے مطابق ترتیب کا آغاز گلے میں سب سے گہرائی سے ادا ہونے والے حرف عین سے اور اختتام ہونٹوں سے ادا ہونے والے حرف میم پر ہوتا ہے۔ حرف عین کی ادائیگی کی جگہ "گلے کا انتہائی اندرونی حصہ" ہے۔

المفردات فی غریب القرآن

ابو القاسم حسن بن محمد المعروف علامہ راغب اصفہانیؒ (م ۵۰۲ھ) کی تصنیف کا پورا نام "المفردات فی تحقیق مواد لغات العرب المتعلقةبالقرآن" ہے جبکہ مطبوعہ نسخوں پر "المفردات فی غریب القرآن" کا عنوان مرقوم ہے اردو میں اسے "مفردات القرآن" سے شہرت ہے۔ مفردات القرآن کے نام سے بہت سی کتابیں شائع ہو چکی ہیں لیکن جو شہرت و دوام اس کتاب کو حاصل ہے اور کسی کو نہیں۔ یہ کتاب حروف تہجی کی ترتیب کے مطابق ہے

اس میں ہر کلمہ کے حروف اصلیہ میں اول حرف کی رعایت کی گئی ہے ۔بیان کا انداز بڑا فلسفیانہ ہے جس میں پہلے ہر مادہ کے جوہری معنی متعین کیے جاتے ہیں پھر انہیں قرآنی آیات پر منطبق کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ شرحِ الفاظ کے لیے یہ طریقہ بنیادی حیثیت رکھتا ہے جس سے صحیح معنی تک رسائی ممکن ہوتی ہے اور تمام اشتباہ دور ہو جاتے ہیں۔ بہت سے مصنفین اور ائمہ لغت نے اس کتاب سے استفادہ کیا ہے۔

لسان العرب

ابو الفضل جمال الدین محمد بن مکرم بن منظور الانصاری المعروف ابن منظور افریقیؒ (م ۷۱۱ھ) کی کتاب کا نام **"لسان العرب"** ہے۔ علما و محققین میں یہ کتاب بہت مقبول ہے۔ مؤلف الفاظ کی تشریح کے سلسلہ میں قرآنی مفردات، احادیث، اشعار و محاورات کو بطور دلیل پیش کرتے ہیں اور بعض مقامات پر علمائے تفسیر و لغت کے اقوال بھی بطور تائید پیش کرتے ہیں۔ جب کہ دیگر مقامات پر وضاحت کے لیے اختلاف قراءت کو بھی زیر بحث لائے ہیں۔

لغات القرآن مع فہرستِ الفاظ

یہ کتاب محمد عبد الرشید نعمانی کی تالیف ہے۔ جسے مکتبہ حسن سہیل، لاہور نے شائع کیا ہے۔ مؤلف محمد عبد الرشید نعمانی کو اس بات کا اِدعا ہے کہ یہ اردو زبان میں لغاتِ قرآن پر پہلی کتاب ہے اور اس سے قبل اُردو زبان میں اس موضوع پر کوئی کتاب نہیں لکھی گئی۔

لغات القرآنی

یہ عزیز احمد کی تالیف ہے۔ جس کو ادارہ لغات القرآن، سیٹلائیٹ ٹاؤن، راولپنڈی نے شائع کیا ہے۔ یہ مکمل قرآن کی لغات پر محیط نہیں ہے بلکہ صرف سورۃ الفاتحہ اور تیسویں پارہ میں مستعمل الفاظ پر مشتمل ہے۔ آغاز میں ابتدائی بنیادی عربی صرف و نحو کے قواعد بیان کئے گئے ہیں۔

لسان القرآن

یہ کتاب مولانا محمد حنیف ندوی کی تالیف ہے ۔ لسان القرآن پہلی مرتبہ 1983ء میں شائع ہوئی۔ جسے ادارہ ثقافت اِسلامیہ لاہور نے شائع کیا۔ مولانا حنیف ندوی نے لسان القرآن میں قرآنی الفاظ کے معانی کے تعین کے لیے تین پیمانے مقرر کئے ہیں:۔(۱) عصر نبوت کا استحضار، (۲) عربی زبان پر کامل عبور (۳) قرآنِ حکیم سے بدرجہ غایت محبت و شغف۔ اِن کے انداز سے قرآن کی لغت میں اِن کا انہماک اور مہارت فن ظاہر ہوتا ہے۔

پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ کے احوال وآثار

جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ نابغۂ روز گا اور عبقری شخصیت تھے۔ آپ کی شخصیت جامع الاوصاف تھی۔ آپ علم کا روشن مینار اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے اخلاق حمیدہ کی عملی تصویر تھے۔ آپ کی پیدائش ۲۱ رمضان المبارک ۱۳۳۶ھ بمطابق یکم جولائی ۱۹۱۸ء شب دوشنبہ بعد نماز تراویح بھیرہ شریف ضلع سرگودھا میں ہوئی[1]۔ قرآن مجید اور ابتدائی تعلیم گھر میں حاصل کی۔ سکول اور مدرسے کی تعلیم بھیرہ میں، اپنے والد گرامی پیر محمد شاہ کے ادارے میں حاصل کی۔ دورہ حدیث علامہ سید نعیم الدین مرادآبادی سے مکمل کیا۔اس کے بعد جامعہ الازھر مصر میں مزید علوم کی تکمیل کی۔

مصر میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تقریباً ساڑھے تین سال تک قیام کیا اور ۱۹۵۴ء میں جامعہ الازہر اور جامعہ قاہرہ سے تعلیم مکمل کر کے وطن واپس تشریف لائے۔ وطن واپسی کے بعد آپ نے عملی طور پر اُمتِ مسلمہ کو اپنی علمی دینی تبلیغی، سماجی، معاشرتی اور روحانی خدمات پیش کیں۔ دارالعلوم محمدیہ غوثیہ، بھیرہ میں تادم ذیست تعلیم اور روحانی تربیت کا سلسلہ جاری رکھا۔ قرآن مجید کی تفسیر، سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور منفرد علوم وفنون پر شہرہ آفاق کتب تحریر کیں، منصبِ قضاء کو شان بخشی اور جہالت کے اندھیروں کو اپنے علوم و معارف سے کافور کیا۔ حکومت پاکستان نے ۱۹۸۰ء میں آپ کی علمی و اسلامی خدمات کے اعتراف میں **ستارہ امتیاز** کے اعزاز سے نوازا۔ مصر کے صدر حسنی مبارک نے ۱۹۹۳ء میں دنیائے اسلام کی خدمات کے صلہ میں مصر کا قومی اعزاز دیا۔ حکومت پاکستان اور حکومت آزاد کشمیر نے ۱۹۹۴ء میں سیرت کے حوالے سے آپ کی گراں قدر خدمات کے اعتراف میں **سند امتیاز** سے نوازا۔ ءونی ورسٹی کے چانسلر ڈاکٹر احمد عمر ہاشم نے جامعہ الازہر کا سب سے بڑا اعزاز "**الدائرة الفخری**" آپ کو دیا۔ ۹ ذوالحج ۱۴۱۸ھ بمطابق ۷ اپریل ۱۹۹۸ء منگل اور بدھ کی درمیانی شب آپ کا وصال ہوا۔

تفسیر ضیاء القرآن

تفسیر "ضیاء القرآن" کا شمار اردو زبان کی مستند تفاسیر میں ہوتا ہے، جو پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ اہم ترین علمی و دینی کاوش ہے۔ اپنی تالیف کے حوالے سے رقم طراز ہیں:

1۔ پروفیسر حافظ احمد بخش، **جمال کرم** (لاہور: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، ۲۰۱۱ء)، ۱:۱۹۔

"جس میدان میں ابن جریر طبری اور ابن کثیر جیسے محدث اور مؤرخ، زمخشری اور ابن حیان اندلسی جیسے ادیب اور نکتہ سنج، رازی اور بیضاوی جیسے متکلم و فلسفی اور ابو بکر حصاص اور ابو عبد اللہ قرطبی جیسے فقیہ اور مقنّن رحمۃ اللہ علیہم قرآن کی عظمت جلال کے سامنے دم بخود اور سر بگریبان کھڑے ہوں میرے جیسے ہیچمدان، ہیچمیرز کا ادھر رخ کرنا یقینا محلِّ تعجب و حیرت ہے۔ خُدا شاہد ہے کہ کبھی بھولے سے بھی یہ خیال نہیں آیا تھا کہ مجھے یہ کام کرنا ہے یا میں یہ کام کرنے کی اہلیت رکھتا ہوں یا اپنے فہم و ادراک کے ناخن سے کسی پیچیدہ گرہ کو کھول سکتا ہوں یا میرے قلم میں اتنا زور ہے کہ میری نگارشات قرآن فہمی کے راستے سے ساری رکاوٹیں دور کر سکتی ہیں۔ ان تمام کوتاہیوں کا پورا احساس ہوتے ہوئے یہ کچھ ہو گیا۔ اس کی توجیہ میرے پاس اس کے علاوہ کچھ نہیں ہے کہ میں یہ کہوں کہ اللہ ربّ العزت نے چاہا اور یہ ہو گیا۔ اسی مسبب الاسباب نے اسباب فراہم کئے، اسی کی توفیق نے دستگیری فرمائی اُسی کی عنایات پیہم کے سہارے قدم اُٹھتے رہے اُسی کی تائید مسلسل سے میں یہاں تک پہنچا"۔[2]

تفسیر ضیاء القران کی علمی اور فنی اہمیت کے باوجود مصنف کا عجز اس کام کو مزید چار چاند لگا رہا ہے۔ ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس تفسیر ضیاء القرآن کا تعارف کراتے ہوئے یوں رقمطراز ہیں:

زمانہ ہر لمحہ ارتقاء پذیر ہے، لوازمات حیات ہر لمحہ تغیّر کا شکار ہیں۔ ہر صدی میں لسانی ارتقاء ہو رہا ہے۔ ہر شعبہ حیات میں نئی نئی اصلاحات متعارف ہو رہی ہیں۔ ان حالات میں زمانے سے ہم آہنگ تقاضوں کے مطابق نئی تفسیر ایک لازمی امر ہے۔ زمانہ کے بدلتے دھارے کے ساتھ قرآنی آیات کا ایک نیا روپ سامنے آرہا ہے اور حقانیت قرآن ثابت ہو رہی ہے۔۔ عہد حاضر کی معروف تفسیر ضیاء القرآن اُردو زبان میں جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھی اس کی ۵ جلدیں فاضل مصنف کی انیس سالہ شب و روز محنت شاقہ کا ثمر سدا بہار ہیں۔"
[3]

تفسیر کے سارے محاسن کا اس کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ کیا وہ وقت کے تقاضوں کو پورا کرتی ہے، ضیاء القرآن بہت ساری شرعی اور فقہی مباحث کو بھی اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے۔ اتنا عظیم کام کر کے اس انداز میں اظہار خیال کرنا یہ پیر صاحب جیسی شخصیت کا ہی طُرّہ امتیاز ہے۔ پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر لکھتے وقت متقدین، متاخیرین اور ہم عصر علماء کی تمام تفاسیر کے علاوہ کتب احادیث، تحقیقی رسائل میں چھپنے والے مختلف مقالات، کتب تصوف اور

2۔ پیر محمد کرم شاہ الازہری، **ضیاء القرآن** (لاہور: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، ۱۹۹۵ء)، 1: ۸۔۹۔

3۔ ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس، **ضیاء القرآن: تعارف، منہج واسلوب**، مشمولہ (ماہنامہ ضیائے حرم، ضیاء الامت نمبر)، ۴۱۰۔

انسائیکلوپیڈیا وغیرہ اپنے پیش نظر رکھے۔ آپ نے ان تمام سے وسعت نظری کے ساتھ استفادہ کیا، لیکن بنیادی طور پر تفسیر قرطبی، تفسیر بیضاوی، تفسیر روح المعانی، تفسیر کبیر اور تفسیر مظہری کے حوالے بکثرت ملتے ہیں۔

تفسیر ضیاء القرآن کا منہج و اُسلوب

صاحب ضیاء القرآن نے قاری کے ذہن میں اٹھنے والے سوالات و اشکالات کا پوری طرح ادراک کیا ہے۔ آیات کی ضرورت کے مطابق جب قاری کے ذہن میں کوئی سوال پیدا ہوتا ہے یا ابہام درپیش آتا ہے تو اسے بھی تفسیر میں ذکر کر دیا جاتا ہے۔ ایک دوسرے مقام پر ڈاکٹر شمس تفسیر ضیاء القرآن کے منہج واسلوب کو نہایت جامعیت کے ساتھ واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "مقدمہ میں ضیاء القرآن کے تفسیری منہج کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ جمع و تدوین اور قرآن کے مختلف ادوار پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے اور ساتھ ہی قرأت کے اختلاف کی نوعیت کو بھی واضح کر دیا گیا ہے۔ ترتیب قرآن کے حوالے سے حضرت ضیاء الامت رحمتہ اللہ علیہ نے یہ موقف پیش کیا ہے کہ قرآن عہد رسالت میں ہی مکمل طور پر مرتب کر دیا گیا تھا تمام صحابہؓ اس کی پیروی اور پابندی کرتے تھے۔ امام غزالی کے حوالے سے تلاوت قرآن کے ظاہری و باطنی آداب کا بیان بھی فہم القرآن کے لئے سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے عبارت فہمی کے لئے رموزِ اوقاف نہایت اہم ہیں۔ اس لئے مقدمہ میں چودہ اہم رموز اوقاف بیان کر دیے گئے ہیں مقدمہ سے پہلی جلد کے آغاز و اختتام کا اندازہ بھی ہوتا ہے کم و بیش پانچ سال کی شب و روز صبر آزما محنت کا نتیجہ پہلی جلد ہے۔" 4

ضیاء القرآن کی ہر جلد میں مضامین قرآن کی توضیح کے لئے پیر صاحب نے نقشوں کا اضافہ کیا ہے۔ ہر سورت سے پہلے اس کا تعارف لکھا ہے جس میں سورہ مبارکہ کا نام، آیات ورکوعات کی تعداد، شان نزول، سورۃ کے مکی اور مدنی ہونے کی بحث نیز مضامین سورت پر سیر حاصل بحث کی ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ یہ تفسیر اس عہد کی نہایت عمدہ اور جامع تفاسیر میں سے ایک منفرد و ممتاز مقام کی حامل ہے۔

پیر محمد کرم شاہ الازہری نے اپنی شہرہ آفاق تفسیر ضیاء القرآن میں متعدد مقامات پر علم لغت کی فی زمانہ اہمیت کو نہایت جامعیت کے ساتھ زینتِ قرطاس کیا ہے اور لغوی مباحث کو خوبصورتی سے بیان کیا ہے۔ اپنی تفسیر کے مقدمہ میں لغوی مباحث کی بابت لکھتے ہیں:

3۔ ہمایوں عباس، ۴۱۱۔

"قرآن کریم کے اردو تراجم جو میری نظر سے گذرے ہیں وہ عموماً دو طرح کے ہیں ایک قسم تحت اللفظ تراجم کی ہے لیکن ان میں وہ زور بیاں مقصود ہے جو قرآن کریم کا طرہ امتیاز اور اس کی روح رواں ہے دوسری قسم بامحاورہ تراجم کی ہے اس میں دقت یہ ہے کہ لفظ کہیں اور ہوتا ہے اور اس کا ترجمہ دو سطر پہلے یا دو سطر بعد درج ہوتا ہے اور مطالعہ کر نے والا قاری یہ معلوم نہیں کر سکتا کہ جو نیچے لکھا ہوا ترجمہ پڑھ رہا ہوں اس کا تعلق کس کلمہ یا کس جملہ سے ہے ۔میں نے سعی کی ہے کہ ان دونوں طرزوں کو اس طرح یکجا کر دوں کہ کلام کا تسلسل اور روانی بھی بر قرار رہے زورِ بیان میں بھی فرق نہ آنے پائے"[5]

تفسیر ضیاء القرآن میں خصوصا اس بات کا اہتمام کیا گیا ہے کہ وہ لوگ جو قرآن پاک تو سمجھنا چاہتے ہیں لیکن اہل زبان نہ ہونے کی وجہ سے وہ اس پر اس طرح دسترس حاصل نہیں کر سکتے کہ تھوڑے وقت میں زیادہ استفادہ قرآن کریم کی تفسیر سے کر سکیں۔ یہاں پر صرف دو مثالیں پیش کی جاتی ہیں جو پیر صاحب نے عربی قواعد کے حوالہ سے ذکر کی ہیں۔ایک مقام پر لکھتے ہیں:

"علمائے لغت کے مطابق ظن ان الفاظ میں سے ہے جو مختلف اور متضاد معنوں پر دلالت کرتے ہیں۔چنانچہ اس آیت میں ظن کا معنی شک بھی ہے اور یقین بھی۔اور اس آیت میں ظن بمعنی یقین مستعمل ہوا ہے۔" [6]

اسی طرح ایک اور جگہ پر لکھتے ہیں:

"لفظ تدلو اماخوذ ہے ادلاء سے اسکا معنی ہے رسی کو کنویں میں پانی نکالنے کے لئے لٹکانا۔اس سے مراد کسی چیز تک پہنچنے کا ذریعہ بنانا ہے۔" [7]

تفسیر لکھتے ہوئے مفسر کے پیش نظر قاری کی فہم اور سمجھ کی سطح ہوتی ہے لہذا وہ کوشش کرتا ہے کہ قاری قرآن کے کلمات تک اپنی دسترس رکھتا ہو۔اس مقصد کے لیے مفسر علم تفسیر کے جملہ دیگر متعلقات کو بروئے کار لاتے ہوئے اپنی تفسیر کو قاری کے لیے آسان بناتا ہے۔یہی عمل پیر صاحب کا بھی تفسیر لکھتے ہوئے رہا ہے جو کہ مندرجہ بالا طرز کی مثالوں سے عیاں ہوتا ہے۔

5۔ الازہری، **ضیاء القرآن**، ۱:۱۲۔

6۔ نفس مصدر، ۱:۵۴۔

7۔ نفس مصدر، ۱:۱۳۱۔

مفرداتِ قرآنی کی تصریحات کا اہتمام

پیر محمد کرم شاہ الازہری نے لغت کی تحقیق پر انتہائی احسن انداز میں کام کیا ہے۔ تفسیر ضیاء القرآن کے اکثر اوراق اس مجال میں آپ کے علمی کمال کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ سطور ذیل میں اختصار کے ساتھ چیدہ و چنیدہ مقامات کا تذکرہ کیا جارہا ہے۔

يَسْتَحْيِي کی تصریح

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَسْتَحْيِي أَن يَضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوضَةً فَمَا فَوْقَهَا﴾[8]

(بے شک اللہ حیا نہیں فرماتا اس سے کہ ذکر کرے کوئی مثال مچھر کی ہو یا اس سے بھی حقیر چیز کی۔)

"علامہ قرطبیؒ فرماتے ہیں لا يستحى اى لا يخشى وقيل لا يترک وقيل لا يمتنع[9]۔ کسی حقیقت کو واضح کرنے کے لئے اگر مکھی، مکڑی، مچھر یا اس سے بھی حقیر ترین چیز سے مثال دینا ضروری ہو تو اللہ تعالیٰ کسی کے اعتراض کے ڈر سے ایسی مثال کو ترک نہیں فرماتا۔ سلیم الطبع لوگ تو مثال کے مفید ہونے کی وجہ سے تسلیم کرتے ہیں کہ یہ اللہ کا کلام ہے۔ لیکن جن کی فطرت مسخ ہو چکی ہے وہ اعتراض کرنا شروع کر دیتے ہیں کہ یہ عجیب خدا کا کلام ہے جس میں مکڑی اور مچھروں کا ذکر ہے۔"[10]

الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ کی تصریح

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ﴾[11] (اور سکھاتا ہے اُنہیں قرآن اور سنت)۔

پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ لکھتے ہیں:

8۔ القرآن ۲:۲۶۔

9۔ محمد بن احمد قرطبی، الجامع لاحکام القرآن (بیروت: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۳۰ھ)، ۱:۲۴۲۔

10۔ الازہری، **ضیاء القرآن**، ۱:۴۲۔

11۔ القرآن ۲:۱۲۹۔

"رسول اکرم ﷺ کے تین فرائض گنوائے جارہے ہیں۔ ایک تو یہ کہ وہ اللہ کی آیات پڑھ پڑھ کر سنائے۔ دوسرا یہ کہ کتاب وحکمت سکھائے۔ تیسرا یہ کہ اپنے تصرف روحانی سے دلوں کے آئینوں کو جلادے اور روشن کرے تا کہ حقائق و معارف ان میں جلوہ نما ہوسکیں۔ حکمت کہتے ہیں ہر چیز کو اپنے محل اور موقع پر رکھنا۔ یہاں اس سے مراد احکام قرآنی کی ایسی تفصیل اور ان کا ایسا بیان ہے جسے جاننے کے بعد انسان ان احکام کی ایسی تعمیل کرسکے جیسے قرآن نازل کرنے والے خدا کا منشاء ہے۔ اور نبی کے فرائض میں صرف یہی نہیں کہ قرآن سکھادے بلکہ اس کا صحیح بیان اور تفصیل بھی سکھائے تا کہ قرآن پر اللہ کی منشاء کے مطابق عمل ہوسکے۔ اور اسی حکمت یعنی بیان قرآن کو سنت نبوی کہا جاتا ہے"۔[12]

حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ کی تصریح

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ﴾[13] (پابندی کرو سب نمازوں کی)۔

پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ لکھتے ہیں:

"یہاں قرآن کے الفاظ حافظوا غور طلب ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب مفاعلہ کا صلہ علیٰ آجائے تو اس وقت اس کے معنی بار بار اور علی الدوام کرنے کے ہوتے ہیں۔ یہاں بھی مقصد یہی بتانا ہے کہ بار بار ہمیشہ نماز ادا کرتے رہو۔ یہ نہیں کہ ایک بار نماز ادا کرلی تو ہفتہ بھر کی چھٹی مل گئی۔ اسلام میں نماز کو جو اہمیت حاصل ہے وہ محتاج بیاں نہیں۔ قرآن کریم میں اس کا حکم سو دفعہ کے قریب ہے۔ حضور ﷺ نے اسے دین کا ستون فرمایا ہے۔"[14]

اَلْحَقّ کی تصریح

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ﴾[15]

(اس نے آپ پر کتاب اتاری حق کے ساتھ تصدیق کرنے والی ہے ان کتابوں کی جو اس سے پہلے اتری ہیں-)

12۔ الازہری، ۱:۹۵۔

13۔ القرآن ۲:۲۳۸۔

14۔ الازہری، ۱۶۵:۱۔

15۔ القرآن ۳:۳۔

اس آیت کی تفسیر میں پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ لکھتے ہیں:

"حق سے کیا مراد ہے؟ علامہ قرطبی نے اس کا معنی الحجة الغالبة[16] لکھا ہے۔ یعنی اس کتاب میں ایسی دلیلیں پیش کی گئی ہیں جن کا کوئی جواب نہیں۔ لیکن حق کا جو مفہوم علامہ راغب اصفہانی نے بیان کیا ہے وہ بہت جامع اور لطیف ہے۔ لکھتے ہیں کہ کوئی قول اور فعل اس وقت حق کہلاتا ہے جب کہ وہ اس طرح پایا جائے جیسے چاہیے۔ اس انداز سے پایا جائے جتنا مناسب اور موزوں ہو اور اس وقت پایا جائے جب اس کی ضرورت ہو۔"[17]

مُحْكَمَاتٌ کی تصریح

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ﴾[18] (اس کی کچھ آیتیں محکم ہیں وہی کتاب کی اصل ہیں)

پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ لکھتے ہیں:

"محکم کی تعریف امام راغب نے یہ کی ہے: محکم آیت وہ ہے جس کا مفہوم واضح اور بین ہو۔ اس کے لفظ یا معنی کے اعتبار سے اس پر کسی قسم کا شبہ وارد نہ ہو سکتا ہو اور جس کا معنی اور تفسیر کسی لفظی یا معنوی پیچیدگی کی وجہ سے مشکل ہو"۔[19]

أُلُوفٌ کی لغوی تصریح

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ أُلُوفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ﴾[20] (اپنے گھروں سے اور وہ ہزاروں تھے موت کے ڈر سے۔)

پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ لکھتے ہیں:

16۔ قرطبی، ۵:۴۔

17۔ الازہری، ۱:۲۰۷۔

18۔ القرآن ۳:۷۔

19۔ الازہری، ۲۰۹:۱۔

20۔ القرآن ۲:۲۴۳۔

"امام قرطبی فرماتے ہیں جمہور کا قول یہ ہے کہ الوف جمع ہے الف کی، جس کا معنی ہزار ہے۔ یعنی وہ ہزاروں کی تعداد میں تھے۔ اور بعض آئمہ لغت (ابن زید) سے بھی یہ منقول ہے کہ اُلوفُ اَلِف یا اِلف کی جمع ہے[21]۔ اب معنی ہو گا کہ وہ ایسی حالت میں گھروں سے نکلے کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ پیار و محبت کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ اس آیت سے علمائے کرام نے بھی یہ مسئلہ اخذ کیا ہے کہ اگر کہیں وبا پھوٹ پڑے تو وہاں کے لوگوں کو بھاگ کھڑا نہیں ہونا چاہئے۔ کیونکہ اگر تندرست بھاگ نکلے تو بیمار کی تیمارداری کون کرے گا۔ نیز اس بھگدڑ سے ایسی خرابیاں پیدا ہو گی جن کا پہلے اندازہ بھی نہیں کیا جا سکتا۔ نیز اگر متعدی مرض ہے تو ممکن ہے کہ ان کی وجہ سے بیماری کے جراثیم صحت مند علاقوں میں منتقل ہو جائیں اور وہاں بیماری پھیل جائے۔ اس حکم کی سب سے بڑی حکمت جو بحیثیت دین اسلام کے پیش نظر ہے وہ یہ ہے کے اس طرح لوگوں کا عقیدہ متزلزل ہو جائیگا اور اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے اسباب کو وہ محیی و ممیت سمجھنے لگیں گے۔ جس طرح اسلام نے وبازدہ علاقے سے بھاگنے سے منع فرمایا اسی طرح اس میں داخل ہونے سے بھی روکا۔"[22]

موجودہ زمانہ میں اس کی مثال کورونا وائرس کے متعدی ہونے کی ہے۔ یہ ایک موذی وبا ہے جس سے لاکھوں انسان متاثر ہوئے ہیں۔ چنانچہ جہاں یہ وبا زیادہ ہے اس علاقے کے لوگوں کو وہاں سے دوسرے علاقوں میں نہیں جانا چاہیے تاکہ صحت مند لوگ بیمار نہ ہو جائیں۔ اس آیت کی تفسیر یہ تصریح کرتی ہے کہ لوگ اپنے علاقے کو چھوڑ کر دوسرے علاقوں کی طرف سفر نہ کریں۔ پیر صاحب نے بھی اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے اس تصریح کو مد نظر رکھا ہے۔

بَكَّةَ کی تصریح

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَهُدًى لِّلْعَالَمِينَ﴾[23]

(بے شک پہلا عبادت خانہ جو بنایا گیا لوگوں کے لیے وہی ہے جو مکہ میں ہے، بڑا برکت والا اور ہدایت کا سرچشمہ ہے سب جہانوں کے لیے۔)

21۔ قرطبی، الجامع لاحکام القرآن، ۳۳۱:۱۔

22۔ الازہری، ۱:۱۶۷۔۱۶۸۔

23۔ القرآن ۹۶:۳۔

پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ لکھتے ہیں:

”بعض علماء نے لکھا ہے کہ مکّہ میں ایک لغت بکہ بھی آئی ہے۔ مجاہد نے کہا کہ مکّہ اور بکہ ایک ہی شہر کے دو نام ہیں۔ امام مالکؒ نے فرمایا خانہ کعبہ کی جگہ کو بکہ اور سارے شہر کو مکہ کہتے ہیں۔ محمد ابن شہاب سے مروی ہے کہ صرف خانہ کعبہ کو نہیں بلکہ ساری مسجد حرام کو بکۃ کہا جاتا ہے ا۔ور دوسرے سارے شہر کو مکہ“۔[24]

يَبْخَلُونَ کی تصریح

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ هُوَ خَيْرًا لَّهُم بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ﴾[25]

(اور ہر گز گمان نہ کریں جو بخل کرتے ہیں اس میں جو دے رکھا ہے انھیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے کہ یہ بخل بہتر ہے ان کے لیے بلکہ یہ بخل بہت برا ہے ان کے لیے۔)

پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ لکھتے ہیں:

”لغت میں بخل کہتے ہیں اس چیز کا روک لینا جس کا ادا کرنا اس پر واجب ہو۔ اس آیت کریمہ میں ان لوگوں کا حال بیان کیا جا رہا ہے۔ جو مالی حقوق کو ادا کرنے میں بخل کرتے ہیں۔ حدیث صحیح میں اس آیت کی تفسیر یہ کی گئی ہے کہ جس کو اللہ نے مال دیا اور اس نے زکٰوۃ ادا نہ کی۔ وہ مال سانپ بن کر اس کو طوق کی طرح لپٹے گا اور یہ کہہ کہہ کر ڈستا جائے گا کہ میں تیرا مال ہوں۔ میں تیرا خزانہ ہوں۔“ [26]

بَهِيمَةُ کی تصریح

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿أُحِلَّتْ لَكُم بَهِيمَةُ الْأَنْعَامِ﴾[27] (حلال کئے گئے ہیں تمہارے لئے بے زبان جانور)

پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ لکھتے ہیں:

24۔ الازہری، ۱:۲۵۴۔

25۔ القرآن ۳:۱۸۰۔

26۔ الازہری، ۱:۳۰۱۔

27۔ القرآن ۵:۱۔

”بہیمۃ کا معنی علامہ راغب نے کیا ہے مالا نطق لہ [28] یعنی بے زبان۔ ترجمہ میں میں نے یہی معنی اختیار کیا ہے۔ بعض علماء کی رائے ہے کہ ہر چوپائے کو بہیمہ کہا جاتا ہے۔ بعض دیگر اہل علم کا خیال ہے کہ بہیمہ سے مراد چرنے والے شکاری جانور ہیں۔ مثلاً ہرن، نیل گائے وغیرہ۔“[29]

ابن اور ولد کی تصریح

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَقَالَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَىٰ نَحْنُ أَبْنَاءُ اللَّهِ وَأَحِبَّاؤُهُ ۚ قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُم بِذُنُوبِكُم ۖ بَلْ أَنتُم بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ ۚ يَغْفِرُ لِمَن يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَن يَشَاءُ ۚ وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۖ وَإِلَيْهِ الْمَصِيرُ﴾[30]

(اور کہا یہود اور نصاریٰ نے کہ ہم اللہ کے بیٹے ہیں اور اسکے پیارے ہیں۔ آپ ﷺ فرما دیجیے (اگر تم سچے ہو) تو پھر کیوں عذاب دیتا ہے تمہیں تمہارے گناہوں۔ پر بلکہ تم بشر ہو اس کی مخلوق سے بخش دیتا ہے جسے چاہتا ہے اور سزا دیتا ہے جسے چاہتا ہے اور اللہ ہی کے لیے ہے بادشاہی آسمانوں کی اور زمین کی اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اور اسی کی طرف (سب نے) لوٹ کر جانا ہے۔)

پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ لکھتے ہیں:

”عربی میں بیٹے کے لئے عام طور پر دو لفظ استعمال ہوتے ہیں ولد اور ابن لیکن ان میں فرق یہ ہے کہ ولد تو صرف اس لڑکے کو کہتے ہیں جو صلب سے پیدا ہوا ہو اور ابن صلبی بیٹے کے لئے بھی مستعمل ہوتا ہے اور جس چیز کا کسی کے ساتھ خصوصی تعلق ہو اس کو بھی ابن کہہ دیتے ہیں جیسے مسافر کو ابن السبیل اور جنگجو کو ابن الحرب وغیرہ"۔[31]

اپنی اس تصریح کے بعد پیر صاحب امام رازی کا قول نقل کرتے ہیں:

28۔ امام راغب اصفہانی، المفردات فی غریب القرآن (بیروت: مکتب اسلامی، ۱۴۳۳ھ)، ص ۱۴۹۔

29۔ الازہری، ۱:۴۳۵۔

30۔ القرآن ۵:۱۸۔

31۔ الازہری، ۱:۴۵۶۔

یہود اور عیسائی اس معنی میں اپنے آپ کو اللہ کے بیٹے نہیں کہا کرتے تھے کہ وہ اس کی صلبی اولاد ہیں بلکہ اس وجہ سے کے وہ اس کے مقرب اور لاڈلے ہیں اور ان پر اللہ کی رحمت و شفقت اس طرح سے ہے جیسے باپ کی بچوں کے ساتھ ہوتی ہے۔" [32]

أُبْسِلُوا کی تصریح

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَذَرِ الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَهُمْ لَعِبًا وَلَهْوًا وَغَرَّتْهُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا ۚ وَذَكِّرْ بِهِ أَن تُبْسَلَ نَفْسٌ بِمَا كَسَبَتْ لَيْسَ لَهَا مِن دُونِ اللَّهِ وَلِيٌّ وَلَا شَفِيعٌ وَإِن تَعْدِلْ كُلَّ عَدْلٍ لَّا يُؤْخَذْ مِنْهَا ۗ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ أُبْسِلُوا بِمَا كَسَبُوا ۖ لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيمٍ وَعَذَابٌ أَلِيمٌ بِمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ﴾ [33]

(اور چھوڑ دے جنھوں نے بنالیا ہے اپنا دین کھیل اور دل لگی اور دھوکہ میں ڈال دیا ہے انھیں دنیوی زندگی نے اور نصیحت کرو قرآن سے تاکہ ہلاک نہ ہو جائے کوئی آدمی اپنے عملوں کی وجہ سے۔ نہیں ہے اس کے لیے اللہ کے سوا کوئی حمایتی اور نہ سفارشی اور اگر وہ معاوضہ میں دے ہر بدلہ تو نہ قبول کیا جائے گا اس سے یہی وہ لوگ ہیں جو ہلاک کیے گئے ہیں بوجہ اپنے کرتوتوں کے ان کے لیے پینے کو کھولتا ہوا پانی ہے اور دردناک عذاب ہے بوجہ اس کفر کے جو وہ کرتے رہے تھے۔)

پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ لکھتے ہیں:

"وہ بدنصیب لوگ جنہوں نے دین کو کھیل اور دل لگی بنا رکھا ہے اور سنجیدگی اور متانت سے اسے سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے۔ طلب حق کا شوق ہی دل میں نہیں رکھتے بلکہ الٹا مذاق کرتے ہیں انہیں اپنے حال پر رہنے دو۔ زندگی کی عیش و عشرت اور سازو سامان نے انہیں بدمست و مدہوش کر دیا ہے۔ ان سے یہ توقع نہیں کہ یہ دعوت اسلام قبول کریں گے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ انہیں سمجھانا اور نصیحت کرنا ہی ترک کر دیا جائے بلکہ انہیں قرآن حکیم کی آیات پڑھ پڑھ کر سنایئے۔ شاید عذاب الٰہی سے بچنے کی کوئی صورت نکل آئے، اور جس نے چشم ہوش نہ کھولی اور باطل کی حمایت میں سرگرم رہا تو قیامت کے دن اس کی نجات کی کوئی شکل نہ ہوگی۔ نہ تو اسے کوئی ایسا حمایتی ملے گا

32۔ فخر الدین محمد بن عمر رازی، مفاتیح الغیب (بیروت: دار العلم، ۱۴۳۶ھ)، ۶:۱۹۶۔

33۔ القرآن ۶:۷۰۔

جو زبردستی اللہ تعالیٰ کی گرفت سے بچالے اور نہ سفارشی۔اور نہ اس سے فدیہ قبول کیا جائے گا۔اپنے آپ کو ہلاکت کے حوالے کر دینے کو ابسال کہتے ہیں۔" [34]

بَصَاۗىِٕرُ کی تصریح

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قَدْ جَاۗءَكُمْ بَصَاۗىِٕرُ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا ۭ وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ﴾[35]

(بیشک آئیں تمہارے پاس آنکھیں کھولنے والی دلیلیں اپنے رب کی طرف سے تو جس نے آنکھوں سے دیکھا تو اس نے اپنا فائدہ کیا اور جو اندھا بنا رہا تو اس نے اپنا نقصان کیا اور نہیں ہوں میں تم پر نگہبان۔)

پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ لکھتے ہیں:

"بصائر بصیرت کی جمع ہے۔جس طرح جسم کے لئے بصر (بینائی) ہے اسی طرح نفس اور روح کے لئے بصیرت ہے[36]۔اور یہاں اس سے مراد روشن دلیلیں ہیں۔اس آیت کا مقصد یہ ہوا کہ تمہاری ہدایت اور رہنمائی کے لئے روشن دلیلیں آگئی ہیں۔"[37]

خلاصہ بحث

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا مقدس کلام ہے۔یہ کلام دنیا کی نہایت فصیح وبلیغ زبان عربی میں اتارا گیا ہے۔قرآن مجید علوم ومعرفت اور اسرار الٰہی کا خزانہ ہے۔شریعت اسلامیہ کا منبع ومصدر ہے۔اس کی ہر سورت، آیت ،جملہ ،لفظ اور حرف بے مثال ہے۔اس کا علم اور فہم ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے۔چنانچہ مفرداتِ قرآنی کی تفہیم کے لیے لغت کو پڑھنا، سمجھنا اور اس کا صحیح اطلاق کرنا اہل علم کی شان اور عظیم خدمت ہے۔یہ شان بیسویں صدی کے عظیم مفسر

34۔ الازہری،۱:۵۶۸۔

35۔ القرآن ۶:۱۰۵۔

36۔ عبداللہ بن عمر بیضاوی،أنوار التنزيل وأسرار التأويل (کراچی:قدیمی کتب خانہ،،۱۹۹۹ء)،ص ۱۸۶۔

37۔ الازہری،۵۸۹:۱۔

پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ کی تھی۔ آپ نے اپنی تفسیر ضیاء القرآن میں مفردات کی لغوی تصریحات نہایت جانفشانی کے ساتھ بیان کر کے قرآن مجید کی عظیم خدمت انجام دی ہے۔

نتائج وسفارشات

- قرآن مجید کا فہم حاصل کرنے کا ایک بڑا اور اہم ذریعہ علم اللغۃ ہے۔ علم تفسیر کے طلبا کے لیے علم اللغہ کا جاننا نہایت ضروری ہے، اسے ان کے نصاب میں شامل کرنا ضروری ہے۔
- قرآن مجید کے مفردات کی تصریحات میں علمائے کرام نے قابل قدر خدمات انجام دی ہیں مگر بعض مفسرین نے اسے اپنی تفاسیر میں اس طرح شامل نہیں کیا جس طرح ہونا چاہیے۔
- پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر ضیاء القرآن میں صرفی نحوی تشریحات کے ساتھ ساتھ مفردات کی لغوی ومعنوی تصریحات نہایت جانفشانی کے ساتھ بیان کی ہیں۔ جن کے ذریعہ عام قارئین کے لیے بھی قرآن فہمی آسان ہو گئی ہے۔
- عصر حاضر میں پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ کی طرح اس منہج پر تحقیقات کی ضرورت ہے۔ نئے محققین کو اس میدان میں ضرور پیش رفت کرنی چاہیے تاکہ مفرداتِ قرآنی کی بہتر سے بہتر تشریحات و تعبیرات سامنے آسکیں اور اس مجال میں بھی قرآن مجید کی خدمت ہو سکے۔

Bibliography

1. *Pīr Muḥammad Karam Shah Al-Azharī, Zia Al-Qurān, Zia Al-Qurān Publications, Lāhor, 1995.*
2. *Ālūsi, Shahāb Al-Dīn Maḥmūd, Rūh Al-Mā'anī, Dār Al-Ilam, Beirūt, 1433 Ah.*
3. *Rāghib Aṣfahānī, Al-MufradātFīGharīb Al-Qurān, Maktab Islāmī, Beirūt, 5 Ah.*
4. *ʿAbdullah BinʿUmar, Biẓāwī, Tafsīr Biẓāwī, Qadīmī Kutub Khānah, Karāchi, 1999.*
5. *Dr. Muḥammad HamāyūnʿAbāṣ Shams, Zia Al-Qurān: TʿAāruf, Manhaj, Wa Asloob, Monthly Zia Al-Ḥaram, Zia Al-Umat No.*
6. *Prof. Ḥāfi Aḥmad Bakhash, Jamāl-E-Karam, Zia Al-Qurān Publisher, Lāhor.*
7. *Muḥammad Bin Aḥmad, Qurṭabī Al-Jāmi' Al-Ahkām Al-Qurān, Dār Al-Kutab Al-Ilamīyah, 1430 Ah.*
8. *Fakhar Al-Dīn Muḥammad Bin ʿUmar, Rāzī, Mafātīḥ Al-Ghāib, Dār Al-ʿIlam, Beirūt, 1436 Ah.*